برصغیر میں قرامطہ کا سیاسی اثر ورسوخ اور سلطان شہاب الدین غوری

یاسر عرفات اعوان *

برصغیر پاک و ہند کے تاریخی ادب کا مطالعہ کرتے ہوئے عام طور پر قاری سلاطین وملوک کے ادوار کے سیاسی وانتظامی امور، فوجی مہمات، دربار و محل کی زندگی اور فنون لطیفہ سے متعلقہ سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کرتا ہے اور اسے ان ادوار میں دین وشریعت اور مذہب وثقافت سے جڑی سرگرمیوں کے بارے میں پڑھنے کا زیادہ موقع نہیں ملتا جس کی بڑی وجہ تاریخ کے ان گوشوں کے بارے میں معلومات کا یکجا صورت میں موجود نہ ہونا ہے ماخذ ہائے تاریخ (روایتی وغیر روایتی) میں ان میادین کے بارے میں معلومات بکھری صورت میں موجود ملتی ہیں جنہیں جمع ومرتب کر کے تاریخ کے ان ادوار میں مذکورہ پہلوؤں کی حیثیت اور مقام جانا اور اجاگر کیا جا سکتا ہے۔

برصغیر میں مسلمانوں کی آمد اور قیام حکومت تاریخ کا ایک اہم باب ہے مسلمان سلاطین وملوک نے اس خطے کی تعمیر وترقی میں مرکزی کردار ادا کیا ہے انھوں نے اسلام کی اعتدال پر مبنی تعلیمات کی بدولت مقامی آبادی کے قلوب کو مسخر کیا برطانوی استعمار نے اپنے دور اقتدار میں برصغیر کی تاریخ کے مسلم دور کو خاص طور پر اپنا موضوع بنایا استعمار کی علمی قیادت (مستشرقین) کی زیر نگرانی کتب تاریخ مرتب کی گئیں لیکن ان میں عام طور پر مسلمان حکمرانوں کو تعیش پسند، اقتدار کے نشہ سے سرشار اور دین وشریعت سے عاری ذکر کیا گیا اور تاریخ کی تدوین وترتیب میں علمی و دینی اور ادب وتہذیب سے متعلقہ سرگرمیوں کو نظر انداز کیا گیا اس استشراقی اقدام نے بڑے گہرے اثرات ثبت کیے تعلیمی درگاہوں میں اسی نکتہ نظر کا پرچار کیا گیا جس کی وجہ سے نہ صرف ہندو و مسلم آبادی میں منافرت پیدا ہوئی بلکہ مسلمانوں کی نوجوان نسل میں اپنی تاریخ سے عدم دلچسپی کے رویے پروان چڑھے۔

تاریخ کے معروضی مطالعہ سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ استشراقی منہج کے حامل تاریخی ادب کی ترتیب وتدوین مخصوص سیاسی عزائم کے تحت کی گئی جس میں مسلمان حکمرانوں اور ان کے ادوار کے کمزور پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا اور ایسے تمام گوشے نظر انداز کر دیئے گئے کہ جن سے سلاطین کے تدین، شریعت سے وابستگی اور رواداری کا اظہار ہوتا ہے۔ علمی دیانت کا تقاضا یہ تھا کہ حکمران طبقہ کے بارے میں موجود تاریخی مواد کو کھنگالا جاتا اور خاص طور پر ان کے ادوار میں لکھی گئی کتب تاریخ سے استفادہ کیا جاتا تاکہ ان کے ادوار کی صحیح صورت منظر عام پر آتی۔ اس بات سے انکار نہیں کہ مسلمان سلاطین وملوک میں ایسے حکمران گزرے ہیں کہ جو تعیش وطاقت کے نشہ سے سرشار رہے اور احکام شرعیہ کی خلاف ورزی کے بھی مرتکب ہوئے

* لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد، پاکستان

لیکن شاید ہی کوئی ایسا حکمران گزرا ہو کہ جس نے اصولی طور پر شریعت اسلامیہ سے تعلق ظاہر نہ کیا ہو۔ ہر دور میں دربار میں علماء کی نمائندگی رہی بلکہ بیسیوں ایسے واقعات موجود ہیں کہ سفر میں بھی علماء کی سلاطین سے مصاحبت رہی سلاطین مختلف مسائل میں علماء سے استفسار کرتے اور شرعی نکتہ نظر معلوم کیا کرتے تھے سلاطین وملوک کے القابات (غیاث الدین، معز الدین، شمس الدین، ناصرالدین، قطب الدین، امین الملت وغیرہ) سے بھی ان کی دین وشریعت سے وابستگی کا اظہار ہوتا ہے۔

دینی روایت کی مستند ومعتبر تعبیر کی حفاظت اور اگلی نسلوں تک اس کے انتقال میں مسلمان سلاطین کا بڑا اہم کردار رہا ہے علمائے عظام کی سرپرستی میں انہوں نے ایسی تحریکوں اور فرقوں کا تعاقب کیا کہ جو اپنے تئیں دین اسلام کی نمائندگی کے دعویدار تھے لیکن حقیقت میں گمراہ تھے۔ تیسری صدی میں قرامطہ کے نام سے ایک ایسی ہی باطنی تحریک منصۂ شہود پر آئی کہ جو اجنبی عقائد ونظریات کی حامل تھی علمائے امت نے ان کی صراط مستقیم سے دوری کی نشاندہی کی اور سلاطین اسلام نے سیاسی میدان میں اس کا تعاقب کیا مقالہ ہذا میں ایسی ہی ایک کاوش کا جائزہ لیا جائے گا۔ جس سے سلاطین کے رجحانات اور انکے تعلق مع الدین کی حالت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے

قرامطہ کا آغاز وارتقا:

سیاسی امور میں اختلاف کی بناء پر وجود پانے والے متعدد فرق میں سے ایک اہم فرقہ اسماعیلیہ ہے جس نے بعد میں اپنے مخصوص عقائد ونظریات کی وجہ سے ایک مستقل مذہبی نظام کی حیثیت اختیار کر لی۔ اسماعیلیہ نے اپنی فکر ونظریات کی تبلیغ اعلانیہ کی بجائے خفیہ رکھی اس لیے وہ تاریخ کی خفیہ تحریکوں میں بھی شمار ہوتے ہیں تاریخی ادب میں اسماعیلیہ کا تذکرہ مختلف اسماء وعناوین سے ملتا ہے۔ علامہ شہرستانی لکھتے ہیں:

”فبالعراق یسمون الباطنیه والقرامطه والمزدکیةوبخراسان التعلیمیةوالملحدة،وهم یقولون نحن اسماعیلیة۔“(۱)

عراق میں انہیں باطنیہ، قرامطہ اور مزدکیہ کا نام دیا جاتا ہے خراسان میں تعلیمیہ اور ملحدہ کے نام سے جانے جاتے ہیں جبکہ وہ اپنے آپ کو اسماعیلیہ کہتے ہیں۔ بعض مورخین قرامطہ کو ایک الگ مستقل فرقہ کے طور پر ذکر کرتے ہیں لیکن امام غزالی کہتے ہیں کہ قرامطہ اسماعیلیہ ہی کا ایک لقب ہے وہ لکھتے ہیں:

”واماالقرامطه فانما لقبوابها نسبة الی رجل یقال له حمدان قرمط، کان احد دعاتهم فی الابتداء،فاستجاب له فی دعوته رجال،فسموا قرامطه وقرمطیة.“ (۲)

امام غزالی کے مطابق اسماعیلی دعوت کے ایک داعی حمدان قرمط کی دعوت پر لبیک کہنے والے قرامطہ

کہلائے۔ بعض علمائے تاریخ جیسا کے ذکر کیا گیا ہے قرامطہ کو ایک الگ فرقہ کے طور پر ذکر کرتے ہیں اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ سیاسی و سماجی منظر نامہ پر اسماعیلیہ قرامطہ کے نام سے ظاہر ہوئے۔

قرامطہ کا سیاسی غلبہ و اقتدار وسعتوں کا حامل رہا ہے وہ بحرین (قدیم)، شمالی افریقہ، شام، شمالی ایران اور برصغیر میں حکومت حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ انھوں نے اپنے دور اقتدار میں تخریب و فساد، ظلم و زیادتی اور قتل و غارت گری کی داستانیں رقم کیں یہاں تک کہ خانہ خدا بھی ان کی فتنہ پردازیوں سے محفوظ نہ رہ سکا وہ حجر اسود کو اکھاڑ لائے اور کئی سال تک اپنے قبضے میں رکھا۔ عصر حاضر میں اسماعیلیہ قرامطہ کی سرگرمیوں سے برات کا اعلان کرتے ہیں اور انھیں اپنے سے الگ ایک غالی گروہ کے طور پر ذکر کرتے ہیں لیکن ایسے تاریخی شواہد موجود ہیں جو قرامطہ و اسماعیلیہ کی فکری ہم آہنگی اور باہمی تعلقات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اسماعیلی گھرانہ میں پرورش پانے والے ڈاکٹر زاہد علی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ قرامطہ سے برات اس لیے ظاہر کی گئی کیونکہ انھوں نے اصلی اور باطنی تعلیمات کا اظہار کر دیا تھا (۳)

قرامطہ کے عقائد:

قرامطہ نے ضروریات دین کا انکار کیا نص قرآنی کی باطنی تاویلات کیں اور اسلامی تعلیمات کے متوازی عقائد و نظریات اختیار کیے اس وجہ سے علمائے امت نے انہیں دائرہ اسلام سے خارج بتایا۔ علامہ عبدالقاہر بغدادی قرامطہ کی اسلام کے لیے مضرت پر زور دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اعلموا اسعدكم الله ان ضرر الباطنية (القرامطة) على فرق المسلمين اعظم من ضرر اليهود والنصارى والمجوس عليهم اعظم من مضرة الدهرية وسائر اصناف الكفرة عليهم بل اعظم من ضرر الدجال الذى يظهر فى آخر الزمان. لأن الذين ضلوا عن الدين بدعوة الباطنية من وقت ظهور دعوتهم الى يومنا اكثر من الذين يضلون بالدجال فى وقت ظهوره لان فتنة الدجال لا تزيد مدتها على اربعين يوما و فضائح الباطنية اكثر من عدد الرمل والقطر." (۴)

علامہ بغدادی فرماتے ہیں کہ مسلمان گروہوں پر باطنیہ (قرامطہ) کا ضرر یہود و مجوس بلکہ دہریت اور کفر کی جملہ صورتوں سے بڑھ کر ہے شیخ عبدالقاہر قرامطہ کو دجال سے بھی زیادہ ضرر رساں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس فرقہ نے آغاز دعوت سے آج تک جتنے لوگوں کو گمراہ کیا ہے وہ ان سے بہت زیادہ ہیں جنہیں دجال گمراہ کرے گا کیونکہ اس کا فتنہ تو چالیس دن تک محدود ہے اور قرامطہ کی گمراہیاں ریت و قطر کی تعداد سے بھی زیادہ ہیں۔

قرامطہ کے عقائد و نظریات کے تنقیدی مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مختلف اقوام و مذاہب کی تعلیمات کا ملغوبہ

ہیں ۔ڈاکٹر زاہد علی قرمطی عقائد وافکار کا مطالعہ کرنے کے بعد جو نتیجہ اخذ کرتے ہیں وہ قابل توجہ ہے۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اسلام کے خوش نما سدا بہار درخت پر ایرانی ،نصرانی ،یونانی اور ہندی درختوں کی بے جوڑ قلمیں لگائی گئی ہیں اصل اور قلم کا امتیاز ایسا ظاہر اور نمایاں ہے کہ سرسری نظر سے بھی نہیں چھپ سکتا۔فروعات میں اختلاف ہوتا تو خیر کوئی ایسی بات نہ تھی لیکن افسوس ہے کہ اصول ہی کچھ ایسے ایجاد کئے جو اسلام کے اصول سے الگ ہو گئے ۔(۵) اسی مذکورہ اصولی اختلاف کی بنیاد پر علماء نے قرامطہ کو دین سے خارج بتایا اور سلاطین اسلام نے ان کے خلاف جہاد کیا۔

بحرین میں زوال پذیر ہونے کے بعد قرامطہ نے برصغیر جیسے سرحدی علاقے کا انتخاب کیا کیونکہ اس صورت میں وہ حکومتی مرکز سے دور رہ کر براہ راست سرکاری رسائی سے محفوظ رہ سکتے تھے ۔قرامطہ کی طرح خوارج بھی ہندوستانی علاقہ کو اپنی آماجگاہ بنائے ہوئے تھے ۔مطالعہ تاریخ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ کسی بھی ریاست کے سرکاری مذہب کے مخالفین اور اس سے متصادم عقائد ونظریات کے حاملین ہمیشہ اس ریاست کے سرحدی علاقوں کا انتخاب کرتے ہیں تا کہ حکومتی غیض و غضب سے محفوظ رہ کر اپنی سرگرمیاں جاری رکھ سکیں ۔چوتھی صدی ہجری میں قرمطی داعی برصغیر آئے انھوں نے ملتان کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔مال ودولت اور وسائل کی کثرت کے باعث انھوں نے معاشرے کے کمزور طبقات کو متاثر کیا انھیں چونکہ فاطمی حکومت کا تعاون ورہنمائی بھی حاصل تھی (٦)اس لیے انھوں نے بہت جلد سماجی طور پر اپنی ساکھ مضبوط بنالی اور ریاست ملتان کے سیاسی اقتدار تک رسائی حاصل کر لی مسند اقتدار پر قابض ہونے کے بعد قرامطہ نے مصر وافریقہ میں قائم اپنی مرکزی حکومت سے الحاق کر لیا اور اس کی ہدایت کے مطابق تمام امور سرانجام دیئے ۔ملتان میں فاطمی حکمران کے نام کا خطبہ جاری ہوا انھوں نے مختلف ہندوراجاؤں سے بھی معاہدات کیے۔

سماج وسیاست میں قرامطہ کے روز افزوں ارتقاء نے علماء وسلاطین کو اپنی جانب متوجہ کیا علماء نے دینی روایت کی حقیقی تعبیر کی تحفیظ کا جو وظیفہ اپنے ذمہ لیا ہے اس کے اقتضاء کو مدنظر رکھتے ہوئے انھوں نے قرامطہ کے عقائد ونظریات کا محاکمہ کیا اور اس کے ساتھ ساتھ سلاطین کی رہنمائی فرمائی تا کہ عملی اقدامات کر کے سیاسی سطح پر قرامطہ کی سرگرمیوں کو روکا جا سکے سلاطین اسلام نے بھی اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے باطل فرق کے خلاف کاروائی کی ۔دولت غزنویہ کے امیر سبکتگین نے داخلی وخارجی خطرات کے باوجود قرامطہ کے خلاف کاروائی کو ترجیح دی اور سلطان محمود غزنوی نے تو عمر کا بڑا حصہ قرامطہ کے تعاقب واستیصال میں صرف کیا۔اس نے ملتان سے قرامطہ کے اقتدار کا خاتمہ کیا لیکن سلطان کی وفات کے بعد انھوں نے پھر اپنی قوت کو مجتمع کر کے ملتان کے اقتدار پر قبضہ کر لیا۔

سلطان شہاب الدین غوری:

غوری سلاطین میں سب سے زیادہ شہرت سلطان شہاب الدین غوری کو حاصل ہے شہاب الدین کا نام محمد تھا(۷)اسے معزالدین کا لقب دیا گیا لیکن تاریخ میں اس کی شہرت سلطان شہاب الدین غوری کے نام سے ہے غوری نے

اپنے دور حکومت میں شاندار کارنامے سرانجام دیئے جن میں سب سے اہم ریاست ملتان سے قرامطہ کا اخراج تھا۔ سلطان محمود غزنوی کی طرح شہاب الدین نے بھی برصغیر سے قرامطہ کے سیاسی و مذہبی اثر ورسوخ کے خاتمے کو مقدم جانا جس سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سلاطین دین کی محبت سے سرشار تھے اور مسلمان معاشروں میں باطل فکر و عمل کی ترویج کو کسی طور پسند نہیں کرتے تھے۔

غوری سلاطین اور علماء وفضلاء :

غوری سلاطین علماء وفضلاء کے بڑے قدردان تھے خاص طور پر غیاث الدین غوری اور شہاب الدین غوری کہ جو راسخ العقیدہ مسلمان اور علم دوست حکمران تھے فرق وملل کے ممتاز عالم امام فخر الدین رازی جب غیاث الدین کے پاس آئے تو اس نے امام صاحب کی بڑی عزت افزائی کی اور ہرات میں جامع مسجد کے نزدیک ان کے لیے مدرسہ تعمیر کروایا۔ امام رازی نے سلطان کے نام لطائف غیاثیہ اور دیگر کتب تصانیف فرمائیں (۸) شہاب الدین غوری کی مجلس میں علماء وفقہاء شریک رہتے تھے فقہ اور دیگر علوم دین کے مسائل زیر بحث رہتے تھے امام رازی غوری کے لشکر کے ساتھ رہے وہ سپاہیوں کو درس دیا کرتے تھے اوران کے درس میں شرکت کے لیے لوگ جوق در جوق چلے آتے تھے شہاب الدین بھی امام صاحب کے درس میں شریک ہوتا تھا بدایونی اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"اس کے زمانہ میں عالم اور فاضل بہت تھے ان میں سے ایک امام فخر الدین رازی تھے جو بادشاہ کے لشکر میں مقیم تھے--------- ہر ہفتے وعظ فرماتے تھے اور بادشاہ بھی ان کے وعظ میں حاضر ہو کر بہت رویا کرتا تھا'۔(۹)

امام رازی نے اپنی زندگی کے چوبیس سال غزنی اور ہرات میں گزارے وہ مختلف مہمات میں غوری کے لشکر میں بھی شامل رہتے تھے اور نمازوں میں امامت کرواتے اور درس دیا کرتے تھے۔ سلطان اور علماء وفضلاء کے باہمی تعلق کا تذکرہ کرتے ہوئے صاحب نزہتہ الخواطر لکھتے ہیں:

”وكان العلماء يحضرون بحضرته فيتكلمون فى المسائل الفقهيه وغيرها،وكان الشيخ امام فخر الدين رازى صاحب التفسير الكبير يعظ فى داره فحضر يوما موعظ وقال فى آخر كلامه:يا سلطان لا سلطانک يبقى ولا تلبيس الرازى،فبكى شهاب الدين حتىٰ رحمه الناس لكثرت بكائهه.“ (۱۰)

وہ کہتے ہیں کہ علماء اس (غوری) کے دربار میں تشریف لاتے جہاں فقہی اور دیگر مسائل پر گفتگو ہوتی تھی۔ امام رازی اپنے گھر میں وعظ فرماتے تھے ایک روز سلطان ان کے وعظ میں شریک ہوا امام صاحب نے وعظ کے آخر میں فرمایا اے

سلطان نہ تیرا اقتدار رہے گا نہ رازی کا تملق ونفاق باقی رہے گا یہ سن کر سلطان رو دیا یہاں تک کہ لوگوں کو اس پر رحم آنے لگا۔امام رازی کی طرح معروف صوفی بزرگ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اور شہاب الدین کے باہمی تعلقات کے تذکرے بھی کتب تاریخ میں محفوظ ہیں۔جن کو پڑھنے سے علماء وسلاطین کی باہم گہری وابستگی کا اظہار ہوتا ہے۔

قرامطی اقتدار کا خاتمہ:

ملتان کے تخت پر براجمان قرامطہ ملتان اور اس کے نواح میں اپنی دعوتی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے تھے اچ کے علاقہ میں بھی ان کا اثر ورسوخ موجود تھا اور یہ علاقہ بھی ان کے اہم مقامات میں شمار ہوتا تھا سلطان شہاب الدین نے علماء کی ہدایات اور معیت میں ۵۷۱ہجری میں ملتان پر حملہ کیا اس کے ہمراہ ساٹھ ہزار سپاہیوں کا لشکر تھا اس نے قرامطی اقتدار کا خاتمہ کیا۔منہاج سراج لکھتا ہے:

”وسیوم سال بر سمت ملتان لشکر کشید وازدست قرامطه ملتان را مستخلص کرد.“ (۱۱)

تیسرے سال (۵۷۱ہجری) ملتان پر حملہ کیا اور اسے قرامطہ کے تسلط سے آزاد کروایا۔

اس کے بعد قرامطہ ملتان میں کبھی اقتدار حاصل نہ کر سکے ملتان میں شکست کے بعد ان کی اچھی خاصی تعداد اچ پہنچ گئی جہاں کا راجہ ان کا حلیف تھا شہاب الدین چونکہ قرامطہ کے تسلط وغلبہ کے خاتمے کے لیے آیا تھا اس لیے وہ ان کے تعاقب میں اچ پہنچا قرامطہ راجا کے ساتھ ایک قلعہ میں مورچہ زن ہوئے۔یہ دو دریاؤں (چناب وستلج) کے سنگم پر واقع تھا ایک آبی مقام ہونے کی وجہ سے اسے ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا اچ میں جنگ نے طوالت اختیار کر لی قلعہ بند لشکر کی تیراندازی نے غوری کے لشکر کو کافی نقصان پہنچایا بڑی مشکلات کے بعد سلطان کے ساتھی قلعہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے قرامطہ اور ان کے حلیفوں کی بڑی تعداد جنگ میں کام آئی آخر کار اچ فتح ہوا سلطان نے علی کرماخ کو ملتان واچ کا نگران مقرر کیا طبقات اکبری میں لکھا ہے:

"بعد از یك سال یعنی در سنه ء ۵۷۱ هجری لشکر بجانب اوچ برده ملتان راازدست قرامطه بر آورده متصرف شد وطائفه بهاتیه در حصار اوچ و ملتان علی کرماخ نموده بجانب غزنیں مراجعت نمود" (۱۲)

ایک سال کے بعد اس (غوری) نے اچ کی طرف لشکر کشی کی اور ملتان کو قرامطہ کے قبضہ سے آزاد کروالیا اور قبیلہ بھاٹیہ کے لوگ اچ کے قلعہ میں بند ہو گئے کچھ دن جنگ ہوتی رہی انجام کار فتح ہوئی اور ملتان پر بھی قبضہ ہو گیا اور اس نے اچ وملتان کو علی کرماخ کے حوالے کر دیا

قرامطہ کے خلاف کامیاب مہم کے بعد غوری غزنی لوٹ گیا اس کے بعد بھی وہ ہندستان کا رخ کرتا رہا لیکن پھر قرامطہ کبھی سیاسی اقتدار حاصل نہ کر سکے قرامطی دعوت وفکر کے اثر ونفوذ کا خاتمہ سلطان کا عظیم کارنامہ اور احسان ہے جس کی وجہ سے اس کا نام تاریخ اسلام میں تابندہ رہے گا۔

سلطان شہاب الدین غوری کی شہادت:

سلطان شہاب الدین غزنی میں تھا کہ اسے پنجاب کے کھوکھروں اور کوہ جود کے قبائلیوں کی بغاوت وسرکشی کی اطلاع ملی اس نے اپنے لشکر سمیت پنجاب کا رخ کیا اور باغی قبائل کی سرکوبی کی غوری نے قرامطہ کے سیاسی اقتدار کا خاتمہ کیا تھا اور اس کی سرپرستی میں علماء وفقہاء قرامطی عقائد ونظریات کا ابطال کرتے تھے اس وجہ سے قرامطہ سلطان کے سخت دشمن ہو گئے تھے۔

الموت کے علاقہ میں موجود قرامطہ (جو اس خطہ میں حشاشین کے نام سے معروف تھے) نے عالم اسلام کی نامور شخصیات کو شہید کرنے کے لیے فدائی دستے تیار کیے ہوئے تھے ان دستوں نے بڑے بڑے جلیل القدر علماء وفضلاء اور سلاطین اسلام کو شہید کیا انھوں نے شہاب الدین کو قتل کرنے کی منصوبہ بندی کی پنجاب کی مذکورہ مہم سے واپسی پر ۶۰۲ ہجری میں دمیک کے مقام ایک قرامطی فدائی نے سلطان شہاب الدین کو شہید کیا منہاج سراج اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"چون مراجعت بغزنیں کرد ،بر دست فدائی ملاحدہ (قرامطہ) در منزل دمیك در مشهور سنه اثنی وستماءہ شهادت یافت رحمہ اللہ" (۱۳)

شہاب الدین کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ اسے کھوکھر قبیلہ کے افراد نے شہید کیا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ غوری کی شہادت قرامطہ کے ہاتھوں ہوئی یحیی بن احمد سرہندی (۱۴)، ابن خلدون (۱۵)، حافظ ذہبی (۱۶) اور متعدد مورخین طبقات ناصری کی طرح سلطان کی شہادت قرامطی داعی کے ہاتھوں ہی ذکر کرتے ہیں۔ برصغیر میں دینی روایت کی تحفیظ اور ضال ومضل نظریات کے حامل فرق کے خلاف بر وقت کاروائی علماء وسلاطین کا وہ عظیم کارنامہ ہے جو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا مقالہ ہٰذا کی سطور علماء وسلاطین کے اس باہمی تعلق کی نشاندہی کر رہی ہیں جو ہماری تاریخ کے روشن ادوار کا خاصہ رہا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آج کے علماء اور حکمران اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں اور تاریخ اسلام کی ان منور قندیلوں سے روشنی حاصل کریں۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ الشہر ستانی، محمد بن عبدالکریم، الملل والنحل، دارالسنۃ قاہرہ مصر، ۱۹۹۱، ۳۳۱/۱

۲۔ غزالی، ابوحامد محمد بن محمد، فضائح الباطنیۃ، حققہ وقدم لہ عبدالرحمٰن بدوی، الدارالقیو میہ للطباعۃ والنشر، القاہرہ، ۱۹۲۴، ص ۱۲

۳۔ زاہد علی، ڈاکٹر، ہمارے اسماعیلی مذہب کی حقیقت اوراس کا نظام، مکتبہ بینات، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی نمبر ۵، مقدمہ

۴۔ بغدادی، ابومنصور عبدالقاہر بن طاہر بن محمد، الفرق بین الفرق، وقف علی طبعہ وضبطہ وتعلیق حواشیہ محمد بدر، مطبعہ المعارف بشارع الفجالہ، بمصر، ۱۹۱۰، ص ۲۶۶ ۔ ۲۶۵

۵۔ ہمارے اسماعیلی مذہب کی حقیقت اوراس کا نظام، مقدمہ

۶۔ Stern,S.M,"Ismaili Propaganda and the Fatimid rule in India",Macmillan & Sons,London,103

۷۔ منہاج سراج، طبقات ناصری، طبع ونشر گردید، کوئٹہ، ۱۹۴۹، ۴۱۶/۱

۸۔ بدایونی، عبدالقادر، منتخب التواریخ، کلکتہ ۱۸۵۶، ۲۱۔۲۰

۹۔ منتخب التواریخ، ۲۱

۱۰۔ عبدالحئ، نزہۃ الخواطر وبھجۃ السامع والناظر، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان، ۱۹۹۱، ۲۲۰/۱

۱۱۔ طبقات ناصری، ۴۶۶/۱

۱۲۔ نظام الدین، خواجہ، طبقات اکبری، مطبع منشی نول کشور، ۱۸۷۵، ۱۸/۱

۱۳۔ طبقات ناصری، ۴۷۴/۱

۱۴۔ یحیٰی بن احمد سرہندی، تاریخ مبارک شاہی، تصحیح محمد ہدایت حسین، مطبعہ بپٹس مشن، کلکتہ، ۱۹۳۱، ۷۳

۱۵۔ ابن خلدون، عبدالرحمٰن، کتاب العبر، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱۹۹۲، ۴۹۰/۴

۱۶۔ ذہبی، شمس الدین، تاریخ اسلام، حققہ الدکتور بشار عواد معروف وشرکاء، موسسۃ الرسالۃ، بیروت لبنان، ۱۹۳۱، ۱۱۰